مختصر سوانح عمری

حضرت مولانا شیخ یونس علی صاحب رائے گڑھی

رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

عبید اللہ اسعد قاسمی

استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ امید نگر، حبیب گنج

حضرت مولانا شیخ یونس علی صاحب رائے گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح عمری

بہ قلم: عبیداللہ اسعد قاسمی

پیدائش:

حضرت شیخ مولانا یونس علی صاحب رائے گڑھی رحمۃ اللہ علیہ ۲ فروری ۱۹۳۱ عیسوی کو سلہٹ ضلع کے گلاب گنج تھانے کے ڈھاکہ دکھین یونین کے گاؤں رائے گڑھ کے ایک شریف مسلم گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد صاحب جناب ہوشیار علی صاحب ایک متقی اور اسلامی تعلیم یافتہ شخص تھے۔ آپ کی والدہ مسماۃ حبیبہ خاتون بھی ایک متقی اور پرہیز گار خاتون کے طور پر بھی علاقے میں مشہور تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب آپ کی محترم والدہ قرآن پاک کی تلاوت کرتی تھیں تو ان کی پیاری آواز میں تلاوت سننے کے لئے آس پاس کی تمام خواتین جمع ہو جاتی تھیں۔ لیکن یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ کے پیدائش کے فوراً بعد والدہ محترم دنیا سے چل بسی۔

تعلیم:

والدہ محترمہ کی عدم موجودگی میں آپ محلہ کے امام صاحب سے تعلیم کا آغاز کیا۔ تعلیم میں محنتی اور ہونہار یونس نے چند دنوں میں اپنی تعلیم مکمل کرلی۔ پھر اس کا بڑا بھائی جناب الیاس علی انہیں مشرقی سلہٹ کی ایک شخصیت، جامعہ اسلامیہ بارہ کوٹ کے معروف ماہرِ تعلیم حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب شیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سپرد کیا۔

بے مثال استاذ کی تربیت میں:

مولانا عبد الرحیم صاحب ایک غیر معمولی شخصیت کے حامل، عظیم مفکر، بے پناہ فہم، علم میں باوقار، عمل میں صالح، سلف سے معمور اور اکابر کے نظریات سے روشناس تھے۔ مدرسہ چلانے اور رجال سازی میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ ایک طالب علم کو زندگی کے تمام پہلوؤں میں کامل مکمل کرکے کس طرح دین، مذہب اور قوم کے مخلص رہنما کے طور پر قائم کیا جائے یہ ان کی واحد کوشش ہے۔ ان کی رہنمائی میں کامیاب زندگی حاصل کرنے والے طلبا کی تعداد بے شمار ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں کئی مدارس میں پڑھایا ہے اور سب میں کامیابی کے ساتھ اپنا ہنر ظاہر کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ آخری زندگی میں طویل عرصہ تک ڈھاکہ دکھین حسینیہ مدرسہ کے پرنسپل رہے اور اسی عہدہ پر انتقال کر گئے۔ ان کا مزار مدرسہ کے شمال مغربی کونے میں واقع ہے۔

ایسی بے مثال شخصیت ہی شیخ مولانا یونس علی رحمۃ اللہ علیہ کے مشفق استاد تھے۔ جامعہ اسلامیہ بارہ کوٹ میں دوران تعلیم ان کے مشفق اساتذہ میں حضرت مولانا عبد

اللطیف صاحب بارہ کوٹی اور شیخ مولانا تجمل علی پالکونی رحمۃ اللہ علیہما خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ایسے قابل مقبول اساتذہ کرام کے سایے تلے اور خاص طور پر حضرت مولانا عبد الرحیم شیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کی بیدار نگاہ اور نگرانی میں اور آپ کے محترم والد ماجد کی دعاؤں کی برکت سے انتہائی کامیابی کی ساتھ تعلیم مکمل کی۔

ثانوی تعلیم:

اسی دوران مولانا عبد الرحیم صاحب شیر پوری جامعہ اسلامیہ بارہ کوٹ سے دارالعلوم دِیُولُ گرام مدرسہ منتقل ہوگئے۔ آپ بھی اپنے مشفق استاذِ مکرم کے ساتھ ثانوی تعلیم حاصل کرنے کے لئے وہاں چلے گئے اور وہاں سے صرف، علم نحو، بلاغت، فقہ وغیرہ علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی۔

علوم عالیہ کی تعلیم:

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں حصول علم کا بڑا شوق تھا اور اسی شوق کی وجہ سے متوسطہ سوم تک وہیں پڑھ کر گاس باڑی عالیہ مدرسہ چلے گئے اور جلالین شریف میں داخلہ لیا۔ ایک سال تک وہاں فوقیت کے ساتھ تعلیم حاصل کی۔ جب وہ وہاں مجاہد کمانڈر مقرر ہوئے تو انہوں نے نہایت بہادر سپہ سالار کے طور پر یہ خدمت سر انجام دیا۔

واضح رہے کہ ہمارے ملک میں دو طرح کے نظام تعلیم رائج ہے: (۱) سرکاری مدارس (۲) دیوبندی مدارس۔ ان دو قسم کے مدارس کے درمیان تعلیم، معیار اور نتائج میں کتنا بڑا فرق ہے یہ صرف ایک باشعور شخص ہی سمجھ سکتا ہے۔ اگرچہ پہلے پہلے یہ فرق بہت کم تھا۔

اعلیٰ تعلیم کے لئے سفر دیو بند:

معقول وجہ سے دانشمند استاد و مربی جناب مولانا عبد الرحیم صاحب شیر پوری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے اس اقدام سے خوش نہ ہو سکے۔ اس کے باوجو آپ ہمیشہ اپنے دل کی گہرائیوں میں آپ کے بارے شدید محبت محسوس فرماتے تھے۔ اپنی ناراضگی اور غصے کے باوجود اپنی مقبول دعاؤں میں آپ کو یاد رکھتے تھے۔

لیکن چوں کہ انہوں نے اس غصے اور عدم اطمینان کو بغیر اظہار کے احتیاط سے دبا رکھا اس لئے سادہ دل یونس نے یہ سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ لیکن سال کے آخر میں اس کی تیز عقل، مضبوط جذبات اور قلب سلیم اس قابل تھے کہ ان کے محترم استاذ کی ناراضگی کو سمجھ سکیں۔ نتیجتًا وہ لامتناہی غم اور شدید پشیمانی سے دوچار ہوا اور مشفق استاذ کو خوش کرنے کے طریقے تلاش کر تا رہا۔

ایک دن انہوں نے مولانا شیر پوری کے پاس اعلی تعلیم کے لئے برصغیر میں اسلامی تعلیم کا بہترین ادارہ دارالعلوم دیوبند جانے کی خواہش ظاہر کی۔ یہ سن کر آپ اس قدر متاثر ہوئے کہ ۱۹۵۴ء میں رمضان المبارک کے آغاز میں پیارے طالب علم محمد یونس علی کو سلہٹ ریلوے اسٹیشن پر لے گئے اور ٹرین میں بٹھا دیئے۔ شاید اس طرح وہ اپنے دھڑکتے دل کا اظہار کر کے دائمی سکون حاصل کئے۔ آپ وہاں دو سال تک اعلیٰ تعلیم مکمل کر کے اعلیٰ سند کے ساتھ وطن واپس آگئے۔

دوبارہ سفر دیوبند:

لیکن شیخ الاسلام حضرت سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے تقویٰ اور علم راسخ ملاحظہ کرتے ہوئے اپنے والد محترم کو ایک خط لکھا جس میں انہیں دوبارہ دیوبند بھیجنے کی درخواست کی۔ پھر آپ دوبارہ دیوبند چلے گئے۔ وہاں اپنے استاذ و مرشد شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل نگرانی میں سال بھر تصوف پر محنت، ریاضت اور مجاہدہ کے ذریعے طریقت کے اعلیٰ مقام حاصل کئے اور شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو عظیم ذمہ داری خلافت سے نوازا۔

تدریس کا آغاز:

دارالعلوم دیوبند سے وطن واپسی کے بعد حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب شیرپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت پر دِیُوْلْ گرام مدرسہ چلے گئے اور وہاں سے تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔

مذکورہ مدرسہ میں آپ نے تقریباً تین سال تک نہایت شہرت کے ساتھ فقہ، بلاغت، عقیدہ وغیرہ علوم وفنون کا درس دیا۔ اس کے بعد حضرت شیرپوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر دارالعلوم حسینیہ مدرسہ ڈھاکہ دکھین میں تشریف لے گئے اور مدرسہ کے نائب مہتمم کی ذمہ داری سونپتے ہوئے درس وتدریس اور تربیت کے کاموں میں مشغول ہوگئے۔

بعد ازاں حضرت شیرپوری رحمۃ اللہ علیہ کی آخری زندگی میں سنہ ۱۴۰۱ہجری میں مدرسہ کے انتظام کی مکمل ذمہ داری حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد ہوئی اور اس وقت سے لے کر سنہ ۱۴۱۹ ہجری تک تقریباً ۱۹ سال تک یہ ذمہ داری اخلاص وللّٰہیت، حق وحقانیت، امانت ودیانت، قابلیت اور مہارت سے انجام دیا۔

مدرسہ کی ترقی:

مدرسہ کی تعلیم، تربیّت، عمارت سازی، دارالعلوم دیوبند کے مانند سبز گنبد سمیت دارالحدیث کی عمارت اور تمام شعبوں میں مجموعی طور پر بہتری اور ترقی آپ ہی کے ہاتھوں ہوئی۔ حضرت شیخ رحمة اللہ علیہ کے بے شمار شاگرد ہیں جو ملک کے مختلف علاقوں میں علم و دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ ان کے ممتاز شاگردوں میں شیخ الحدیث حضرت مولانا مستقیم علی صاحب رحمة اللہ علیہ، مفتی مولانا نور الحق صاحب ذکی گنجی دامت برکاتہ، شیخ الحدیث مولانا افتاب الدین صاحب، مولانا ضیاء الدین صاحب دامت برکاتہ، شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد دامت برکاتہ، مولانا غلام نبی، مولانا ارشد علی، مولانا اعجاز علی اور شفیق الحق امکنی رحمة اللہ علیہ وغیرہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

امتیازی زندگی:

سنت کی مکمل پابندی، حضرت مدنی رحمة اللہ علیہ سے گہری محبت، سادہ زندگی، اعلیٰ فکر، غریبوں کی مجموعی خدمت، صلہ رحمی، صفائی ستھرائی اور سب سے بڑھ کر قرآن مجید سے شغف ان کی زندگی کی اہم ترین خصوصیات ہیں۔ ملک کے دور دراز دیہاتی علاقوں میں بھی دین کی تبلیغ کے لئے بہت سی مشقتیں اور قربانیاں دیں، جلسے اور تبلیغی کاموں میں بڑی اخلاص سے حصہ لیتے تھے اور لوگوں کو دین کی طرف ترغیب دیتے تھے۔

سادگی اور سخاوت:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جنتی لوگ بہت سادہ ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ بھی نہایت سادہ لوح انسان تھے۔ ان میں کوئی کجی نہیں تھی۔ اگر کوئی کچھ کہتا یا کوئی مشورہ دیتا تو اسے درست سمجھتے تھے، حالاں کہ بعد میں معلوم ہوتا کہ یہ دھوکہ تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ اسی سادگی نے اسے اتنے بڑے عہدے پر فائز کیا ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نہایت سادگی کے حامل تھے۔ اگر کوئی بے ادبی یا کسی قسم کی برائی کے لئے معافی مانگتا تو فوراً معاف کر دیتے۔

سیاسی و تحریکی سرگرمیاں:

انہوں نے ہمیشہ اسلامی تحریکیں اور خلافِ اسلام سرگرمیوں کے خلاف بھرپور حصہ لئے۔ آپ نے طویل عرصے تک جمعیت علمائے اسلام گلاب گنج تھانہ شاخ کے صدر کی عظیم ذمہ داری ادا کی۔ آپ اپنے فرضِ منصبی کی انجام دہی میں ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر عمل کرتے تھے کہ "خبردار! کل قیامت کے دن ہر ایک کو اپنے اپنے فرائض کا جوابدہ ہونا پڑے گا"۔

آپ سچائی پر اٹل تھے۔ ظلم کو کبھی جگہ نہیں دیتے تھے۔ اگر علمائے کرام کے درمیان کسی قسم کی مشکل پیش آتی تو وہ صحیح راستہ بتاتے۔ سلہٹ کے مختلف علاقوں میں بہت سے مذہبی اداروں، مساجد اور مدارس کے قیام میں ان کی خصوصی کردار ہے۔

اہل علم کی نظر میں:

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبید اللہ فاروق صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ آپ حق کے خادم اور باطل کے خوف تھے۔ آپ پاکیزہ دل اور متواضع انسان تھے۔ آپ کا

اندر باہر جیسا تھا۔ اندر باہر میں کوئی فرق نہیں تھا۔ غصے میں شدید غصے اور خوشی میں نہایت خوش ہوتے تھے۔ آپ کبھی غصہ یا تشدد کو دل میں جگہ نہیں دیتے۔ ان کی جمالیت اور جلالیت کی تبدیلی صرف وقت کی بات تھی۔ اپنے اساتذہ اور اکابر اسلاف سے سخت محبت رکھنے والے تھے۔ جب کسی استاذ یا اپنے مرشد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ آتا تو آپ روتے تھے۔ باطل کی بات ہوتے ہی سخت ناراض ہو جاتے تھے اور ایسا لگتا تھا کہ اگر یہ اہل باطل آپ کے سامنے ہوتا تو اس سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاتے۔ حق و اہل حق سے محبت اور باطل و اہل باطل سے نفرت اور کراہت کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کبھی کسی تنقید کی پرواہ نہیں کی۔ باطل کے خلاف ان کا موقف شاہ سکندر کی دیوار جیسا تھا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے مشائخ کرام دیکھا ہے لیکن شیخ رائے گڑی رحمۃ اللہ علیہ جیسے امانتدار بہت کم دیکھا۔

جب ہم دارالعلوم دیوبند میں پڑھتے تھے تو حضرت ہم سے چھوٹے تھے اور نچلی جماعت میں پڑھا کرتے تھے لیکن ہمارے کمرے میں ہی رہتے تھے۔ سلہٹ کے تمام طلبہ ان کے پاس پیسے جمع رکھتے تھے، لیکن کبھی ایک پیسہ میں بھی خیانت نہیں کیا۔ دور حاضر میں عوام تو دور کی بات علماء اور مشائخ میں بھی اس عظیم خوبی کا ملنا مشکل ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ میں سلف صالحین جیسی سادگی تھی، ان میں کوئی کجی نہیں تھی۔ وہ "جنتی آدمی سادہ دل ہوتے ہیں" کا نمونہ تھے۔ وہ اس قدر متواضع اور غرور سے پاک تھے کہ اس کی مثال ملنا مشکل ہے، جیسا کہ وہ اس کی حقیقی مثال ہے "جو اللہ کے لئے عاجزی کرتا ہے اللہ اس کی عزت بڑھا دیتے ہیں"۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا معتصم علی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ان کی طرز عمل، آداب، گفتگو اور لباس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال نظر آتی تھی۔

مدرسہ کی مالی ترقی کا دورہ:

مرحوم شیخ رحمۃ اللہ علیہ مختلف امراض میں مبتلا تھے۔ ڈاکٹر اور رشتہ دار سفر کرنے سے منع کرتے تھے۔ اس کے باوجود آپ مدرسہ کی مالی ترقی کے لئے کئی بار لندن، امریکہ، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور افریقہ کا سفر کیا۔ دور دراز کے ممالک کا سفر کرنے والے ہی بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ بڑھاپے میں مختلف امراض کے ساتھ بیرون ملک سفر کرنے میں کس طرح کی تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہے۔

ایک بار لندن کے دورے پر ان کی ٹانگ زخمی ہو گئی۔ کئی علاج کے بعد بھی اس کی حالت ٹھیک نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ سے پیدل چلنا بہت مشکل ہو گیا۔ اس کے باوجود آپ گھر گھر جا کر مدرسے کے لئے رقم اٹھاتے رہے۔ البتہ چندا کرتے ہوئے آپ علم اور علما کی عزتِ نفس کو برقرار رکھتے تھے۔ وہ کسی کے سامنے سر نہیں جھکاتے تھے۔ آپ خوشامدی یا چاپلوسی کی بھیک نہیں مانگتے بل کہ بادشاہ کی طرح پیسے مانگتے تھے۔ اگر نہیں دیتے تو زبردستی نہیں کرتے۔

آپ موسم دھان میں چندہ کے لئے ہمیشہ سُنَم گنج کے دیرائی تھانے جایا کرتے تھے۔ اس وقت بہت گرمی ہوتی تھی اور وہاں کے اکثر دیہاتوں میں بجلی کی لائٹس اور پنکھے نہیں تھے۔ اس دوران وہ بلڈ پریشر میں مبتلا تھے۔ اس حالت میں ایک صحت مند شخص کے لئے بھی ایسے علاقے میں گھومنا پھرنا انتہائی مشکل تھا۔ لیکن مرحوم شیخ اپنے مریض بھاری جسم

اور زخمی ٹانگوں کے ساتھ گاؤں گاؤں اور گھر گھر جا کر چندہ جمع کرتے تھے۔ ان کی زندگی کا آخری دورہ بھی اسی علاقے میں تھا۔ متعلقین کے منع کے باوجود چلے گئے اور اپنی آخری سانس اس مدرسے کے لئے دی جس کے لئے اپنی پوری زندگی وقف کر دی تھی۔

آخری ایام:

۸ محرم ۱۴۱۹ ہجری کے عاشورہ کے موقع پر دو دن کے لئے مدرسہ بند رکھنے کا اعلان کیا اور تمام اساتذہ سے اپیل کی کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں جا کر مدرسہ کے لئے چندہ کریں اور خود بھی اسی دن سنم گنج ضلع کے دیرائی تھانے پہنچ گئے۔ تندرستی کے ساتھ وہاں پہنچے اور ایک مرید کے گھر رات گزاری۔ اگلے دن عصر کی نماز کے بعد سینے میں درد ہونے لگا۔ خادم نے دوائی کھلائی اور کہا حضرت ہم گھر تشریف لے جائیں اور پھر جب آپ کی طبیعت ٹھیک ہو گی تو دوبارہ آئیں گے۔ لیکن حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ میں مدرسہ کا چندہ لینے آیا ہوں اس لئے کسی صورت میں گھر واپس نہیں جاؤں گا۔

مدرسہ سے ان کی محبت کتنی گہری تھی اور احساس ذمہ داری کیسی تیز تھی اور اخلاص وللّٰہیت کتنی پاکیزہ تھی یہ اس کی بین دلیل ہے۔ اگلے روز عاشورہ کے مقدس دن میں حسبِ معمول کھانے پینے کے بعد اپنے بستر پر تندرست جسم میں سوئے۔ اچانک رات ۱۲ بجے کے قریب سینے میں پھر سے درد شروع ہوا۔ خادم فوراً دوائی کھلائی اور سر پر پانی ڈالا۔ یہ ناگہانی حالت دیکھ کر تمام عقیدت مند نیند سے بیدار ہو گئے۔ ڈاکٹر بلانے کے لئے بھیجا گیا۔ لیکن ڈاکٹر آدھا گھنٹہ تاخیر سے پہنچا کہ پہلے ہی شیخ رحمۃ اللہ علیہ اللہ اللہ کہتے ہوئے ہمیشہ

کے لئے آنکھیں بند کرلیں اور مولائے حقیقی کے ساتھ جاملیں۔ اللہ کی راہ اور مدرسہ کے کام میں یہ سفر آخری سفر بن گیا اور مادرِ وطن کو زندہ واپس جانا نہیں ہوا۔

تاریخ وفات:

۹ محرم الحرام ۱۴۱۹ ہجری بمطابق ۷ مئی ۱۹۹۸ء یوم بدھ شب عاشورہ میں تقریباً ساڑے بارہ بجے دورہ دل میں انتقال کرگئے۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۶۷ سال تھی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

نماز جنازہ:

اگلے دن عصر کے بعد ڈھاکہ دکھین مدرسہ میدان میں نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ آپ کی نماز جنازہ صدر جمعیت، امام و خلیفہ مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا حافظ عبد الکریم صاحب شیخِ کوڑیہ رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔

باقیات صالحات:

وفات کے وقت انہوں نے پسماندگان میں ۶ بیٹے، ۹ بیٹیاں اور دو بیویاں سمیت بے شمار پسماندگان اور مداحیں چھوڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں اور عمل کو تاقیامت قائم رکھے اور انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے۔(۱)

---

(۱) ملخص از: مثالی شخصیت: حضرت شیخ یونس علی صاحب رائے گڑھی رحمۃ اللہ علیہ۔